کے کسی شمارے میں شائع کرادیا ہے۔ میں صرف اس کا ترجمہ دے رہا ہوں۔ اس خط کی تاریخ اشاعت ۱۹۲۴ء کے کسی مہینے میں، ستمبر ۱۹۲۴ء سے پہلے ہو سکتی ہے۔ ستمبر میں کلیات شائع ہو چکی تھی۔

(۳) یہ خط مسعود عالم ندوی مرحوم کے نام ہے اور مکاتیب اقبال (عطاء اللہ) کے حصہ اوّل میں اُن کے نام جو خط ہے، اس کا تین چوتھائی متن اس میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن جو کچھ شائع ہوا اس سے زیادہ اہم چیز رہ گئی۔

میں نے اس خط کا متن ریاست علی ندوی صاحب کے رسالہ ندیم کے بہار نمبر ۱۹۴۰ء سے لیا ہے جس میں بعض دوسرے مشاہیر کے عکسی خطوط کے ساتھ اقبال کے اس خط کا عکس بھی شائع ہوا ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے ماڈرن ریویو کے مضمون کے جواب میں جس مضمون کے لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے وہ اسی زمانے میں ماڈرن ریویو ہی میں شائع بھی ہوا تھا اور اس کا ترجمہ مرتب شدہ مضامینِ اقبال میں مل جاتا ہے۔

خط کے شروع میں جن مولانا کاشغری کا تذکرہ ہے وہ اس زمانے میں کلکتہ کے مدرسہ عالیہ میں صدر مدرس تھے۔

(۴) یہ خط ڈاکٹر رام بابو سکسینہ مرحوم کے نام ہے جن کی قابلِ قدر انگریزی تصنیف "تاریخ ادب اردو" کو پڑھ کر یہ خط لکھا گیا۔ مرزا محمد عسکری نے جب اس کتاب کی تاریخ کی تو اس میں، آخر میں، بعض مشاہیر کے خطوط بھی نقل کیے، جن میں یہ خط، یا کہنا چاہیے خط کا اقتباس، بھی شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر سکسینہ کی یہ کتاب ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی اور اس خط کو ایک سال کے اندر ہی لکھا جانا چاہیے۔

(۱)

مئے مغانہ کہ بر عاقلاں شکست آورد
مرا بروں ز طلسم بلند و پست آورد
اگر چہ تیرہ نہادیم و سُست بنیادیم
فروغِ ماست کہ بر مہر و مہ شکست آورد

مریدِ ساقیِ رومم کہ فیضِ او عام است
مرا بمیکدہ ہشیار بُرد و مست آورد
سخن مگوئے زلبیار دانائے اقبال
زنغمہ ایست کہ یک شہر دل بدست آورد

(۲)

آتشے در دل دگر بر کردہ ام
داستانے از دکن آوردہ ام
درکنارم خنجرِ آئینہ فام
می کشم او را بتدریج از نیام
نکتۂ گویم ز سلطانِ شہید
زانکہ ترسم تلخ گردد روزِ عید
درجہاں نتواں اگر مردانہ زیست
ہمچو مرداں جاں سپردن زندگیست

(۳)

بنام حسن نظامی — لاہور - ۲۶ جنوری ۱۹۱۷ء

مخدومی خواجہ صاحب - السّلام علیکم -

میں آپ کے اندازِ بیان کا عاشق ہوں - اور مجھی پر کیا موقوف ہے - ہندوستانی دنیا میں کوئی ایسا دل نہیں جس کو آپ کے اعجازِ قلم نے مسخّر نہ کرلیا ہے -

پیش پا اُفتادہ چیزوں میں اخلاقی اور روحانی اسرار دیکھنا اور اس ذریعہ سے انسان کے عمیق مگر خوابیدہ جذبات کو بیدار کرنا آپکے کمال کا خاص جوہر ہے - اگر مجھ کو یقین ہوتا کہ ایسا اندازِ تحریر کوشش سے حاصل ہوسکتا ہے تو قافیہ پیمائی چھوڑ کر آپ کے مقلدین میں داخل ہوتا - اُردو لکھنے والوں میں آپ کی

روش سب سے نرالی ہے اور مجھکو یقین ہے کہ نثرِ اردو کے آئندہ مورخین آپکی ادبی خدمات کا خاص طور پر اعتراف کریں گے ۔

رسالہ "بیوی کی تعلیم" جو حال میں آپ کے قلم سے نکلا ہے، نہایت دلچسپ اور مفید ہے خصوصاً دمڑی والے سبق نے تو مجھے ہنسایا بھی اور رلایا بھی ۔

باقی سبق بھی نہایت اچھے اور کارآمد ہیں اور عام تمدنی، سیاسی و مذہبی مسائل کو سمجھانے کے لئے خط و کتابت کا طریق بھی نہایت موزوں ہے ۔ لڑکیوں کو اس سے بے حد فائدہ پہنچے گا ۔

میں نے بھی یہ رسالہ گھر میں پڑھنے کے لئے دیدیا ہے ۔ مسلمان لڑکیوں کو خواجہ بانو کا شکرگذار ہونا چاہیئے کہ ان کی تحریک سے ایسا مفید رسالہ لکھا گیا ۔ والسّلام

مخلص محمد اقبال

(۴)

بنام سر اکبر حیدری

ڈیر مسٹر حیدری ۔

آپ کے خط کا بہت بہت شکریہ ۔ جس کے ساتھ مسٹر عبدالرزاق کا خط ملفوف تھا ۔ رقم کی ادائیگی کے لئے ان کی مزید مہلت طلبی پر میں رضامند ہوں ۔

مجھے افسوس ہے کہ مجھے کتاب (کلیاتِ اقبال) کی فروخت کو برطانوی ہند سے باہر یعنی مملکتِ نظام تک، محدود رکھنے پر اصرار کرنا پڑا ۔ کیونکہ جن لوگوں سے میرا معاملہ ہوتا ہے وہ اس قسم کی کسی شرط کے بغیر میرے ساتھ معاہدہ نہیں کریں گے ۔ اور ان کے نقطۂ نگاہ سے میں سمجھتا ہوں، بات خاصی معقول ہے، امید ہے اب یہ لوگ کنٹریکٹ کی تکمیل کر لیں گے ۔ ویسے مجھے اندیشہ ہے کہ ایک ہزار روپے کی رقمِ معاوضہ کے سلسلے میں وہ مجھے ذاتی طور سے ذمّہ دار ٹھہرائیں گے ۔

مجھے امید ہے مسٹر عبدالرزاق سمجھ گئے ہوں گے کہ میں اس قرارداد سے جو آپکی مہربانی سے میرے اور ان کے درمیان طے پائی تھی، کوئی گریز نہیں کر رہا ہوں ۔

آپ کی زحمتوں کے لئے شکر گذار۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال

(۵)

بنام مسعود عالم ندوی۔ ۲۸ر نومبر ۳۰ء

مخدومی السّلام علیکم۔

کتبِ مرسلہ آج موصول ہوگئیں۔ بہت بہت شکریہ قبول فرمایئے۔ مولانا کا شعری کی خدمت میں علیحدہ عریضہ لکھدیا ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی کی علالت کی خبریں بہت متردد کر رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو صحتِ عاجل کرامت فرمائے۔ میری طرف سے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر استفسارِ حال کیجئے۔ اس وقت علمارِ ہند میں وہ نہایت قابلِ احترام ہستی ہیں۔ خدا تعالےٰ اُن کو دیر تک زندہ رکھے۔ اُمید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص محمد اقبال

حال ہی میں پنڈت جواہر لال نہرو نے ماڈرن ریویو میں دو مضمون شائع کئے ہیں جن میں سے ایک کا مقصود غالباً قادیانیوں کی جماعت ہے۔ اُن کے جواب میں انشاء اللہ میں بھی کچھ لکھوں گا۔

بنام رام بابو سکسینہ

آپ نے اس کتاب کے لکھنے میں بڑی محنت کی ہے جو اس طرح بار آور ہوئی کہ تاریخِ ادب اُردو میں ایک بہترین کتاب کا اضافہ ہوگیا۔

ماہِ نو، نومبر میں اس سلسلہ کی پہلی کڑی اقبالیات سے دلچسپی رکھنے والے جن صاحبانِ نظر کے ملاحظہ میں آچکی ہو، ان کی خدمت میں عرض ہے کہ (۱) ہمائے اوجِ سعادت ہوا شکار اپنا" اور — "دیکھئے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک" ان دونوں قطعوں کی اشاعت کو حرفِ مکرر سمجھا جائے۔ پہلا قطعہ بشیر الحق دسنوی کی "تبرکاتِ اقبال" میں آگیا ہے اور دوسرا پہلے سے بانگِ درا میں موجود ہے۔ یہاں اس کی اشاعتِ ثانی کا زیادہ سے زیادہ جواز صرف یہ نکل سکتا ہے کہ اس سے تاریخِ تصنیف کا علم ہو جاتا ہے (۲) "آشنا ہر خار را از قصۂ ما ساختی" اس غزل پر رفیق خاور صاحب کا نوٹ کہ یہ عطیہ بیگم کے نام ایک خط میں درج ہے، کسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ عطیہ بیگم کے نام کسی مطبوعہ خط میں یہ غزل موجود نہیں، غیر مطبوعہ کے بارے میں، میں نہیں جانتا۔

ادبیات

معراجِ تغزّل

(جناب الم مظفر نگری)

خوشی بھی غم بھی نذرِ انقلابِ انجمن ہوں گے
چمن ہوں گے بیاباں اور ویرانے چمن ہونگے

بہار آئے گی ذراتِ چمن گل پیراہن ہوں گے
گلوں میں چھپ کے بے پردہ شہیدانِ وطن ہونگے

سحر تک خاک بہ پروانہ و شمعِ لگن ہوں گے
شکستِ انجمن خود سوز و سازِ انجمن ہونگے

خبر کیا تھی جو در پردہ حریفِ بزمِ گلشن تھے
انھیں کے ہاتھ میں سب انتظاماتِ چمن ہونگے

ابھی تو ہیں کئی طوفاں تہِ دریا میں خوابیدہ
ہوئے بیدار تو پھر تا لبِ ساحل موج زن ہونگے

انہیں مجبور کر دے گی یہ رنگ و بو کی غمّازی
وہ خود اک روز بیزارِ حجاباتِ چمن ہونگے

بسوزِ غم جلیں گے شمع کی لو پر جو پروانے
انھیں کی خاک کے ذرّے فروغِ انجمن ہونگے

عیاں ہو جائے گا خود زندگی کا رازِ سربستہ
جُدا اک دوسرے سے جس گھڑی یہ جان و تن ہونگے

فروزاں داغِ دل ہوتے رہے گر یونہی غربت میں
اندھیرے شامِ غم کے جلوۂ صبحِ وطن ہونگے

پڑے ہیں منزلِ فانوس پر دو چار پروانے
اگر ہوں گے تو یہ ہمرازِ شمعِ انجمن ہونگے

ہمیں اسرارِ دعوائے انا الحق کو سمجھتے ہیں
ہمیں پھر باعثِ ہنگامۂ دار و رسن ہونگے

کوئی بڑھ کر ذرا ان قافلے والوں سے یہ کہدے
ہے زعمِ رہبری جن کو شریکِ راہزن ہونگے

بڑھے گی دیکھئے کب عزّت و توقیرِ ہندستاں
قریبِ آدمیت کب یہ شیخ و برہمن ہونگے

کمیٔ بادہ کا یہ عذرِ ساقی میں نہ مانوں گا
کئی شیشے ابھی لبریزِ صہبائے کہن ہونگے

الم آتش بیانی دیکھ کر تیری جہاں والے
ضرور اب قائلِ گرمیٔ اندازِ سخن ہوں گے

تضمین بر غزل حضرت جگر مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

(جناب اثیم ترمذی الحیرآبادی)

میکدے کے راز سے رکھا نہ بیگانہ مجھے — میرے ساقی نے بنایا اپنا مستانہ مجھے
شعلۂ مے نے دکھایا حُسنِ جانانہ مجھے — جان کر منجملۂ خاصانِ میخانہ مجھے
مدّتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

پہلے توبہ، میکدے میں بارہی کیونکر دیا — اور پھر، بھر بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر دیا
عظمتِ عرفانِ مستی سے مرا دل بھر دیا — ننگِ میخانہ تھا میں ساقی نے یہ کیا کر دیا
پینے والے کہہ اُٹھے "یا پیرِ میخانہ" مجھے

دیکھئے جس شے کے دل کو، ہی تمہاری جلوہ گاہ — ہے تمہاری ہی نظر سے حسنِ عالم رو براہ
ہے تمہاری ہی طرف میری طرح سب کی نگاہ — لالہ و گل، موج و دریا، انجم و خورشید و ماہ
اِک تعلق سب سے ہے لیکن رقیبانہ مجھے

سختیوں کو جھیلنے کی تاب یاروں میں کہاں؟ — سنتے ہیں، ہاں پہلے تھا کوئی اثیمِ ناتواں
مائلِ وحشت نظر آیا مزاجِ دوستاں — زندگی میں آ گیا جب کوئی وقتِ امتحاں
اُس نے دیکھا اے جگر بے اختیارانہ مجھے

غزل

(جناب شمس نوید)

یہ خوشی تری امانت، یہ الم ترا اشارا — تری آرزو کے دو رُخ گلِ سُرخ، سنگِ خارا
اسے زیست نے صدا دی، اسے موت نے پکارا — نہ رکا کہیں وہ راہی کہ جو ہو گیا تمہارا
تو اگر سکت نہ بخشے، تو اگر نہ دے سہارا — ترا درد سہہ سکے دل یہ کہاں ہے دل میں یارا
تب و تابِ زندگی ہے یہ تصادم و کشاکش — یہ وہ شے ہے جو اٹھا دے رگِ سنگ سے شرارا
مری ہوک رُوح و دل تک تری پیاس بس نظر تک — مجھے عیب کی تڑپ ہو تجھے حسرتِ نظارا
مری خامکارِ ہستی مرا نقشِ اوّلیں ہے — یہ وہ تجربہ تھا پہلا جو نہ ہو سکا دوبارا
رہِ مرگ و زندگی پر ترا کھیل دھوپ سائے — کوئی گل زمیں سے اُبھرا جو گرا فلک سے تارا